ڈاکٹر محی الدین غازی*

اردو تراجم قرآن پر ایک نظر

مولانا محمد امانت اللہ اصلاحی کے افادات کی روشنی میں - ۱۷

(۸۲) بأیمانھم کا مطلب

یمین کی جمع اَیمان ہے۔ یمین کے معنی داہنے ہاتھ کے بھی ہیں اور داہنی جانب کے بھی ہیں۔ قرآن مجید میں یمین بھی آیا ہے اور اَیمان بھی آیا ہے۔ یمین کا لفظ قرآن مجید میں دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس سلسلے میں مولانا امانت اللہ اصلاحی نے اپنے افادات میں ایک قیمتی نکتہ ذکر کیا ہے کہ اگر یمین سے پہلے حرف (باء) ہو تو مطلب ہوگا داہنے ہاتھ میں اور اگر یمین سے پہلے حرف (عن) ہو تو مطلب ہوگا داہنی جانب۔ ذیل کی قرآنی مثالوں سے یہ نکتہ بخوبی واضح ہو جاتا ہے:

وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَى۔ (طہ:۱۷)

''اور اے موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں وہ کیا ہے۔''

واضح رہے کہ یہاں جار مجرور بطور حال آیا ہے، اس کے ساتھ کسی فعل کا ذکر نہیں ہے۔ مَا مبتدا اور تِلْكَ خبر ہے، اس سے حال بِيَمِينِكَ ہے۔

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ۔ (الانشقاق:۷) اور (الحاقۃ:۱۹)

''تو جس کو اس کی کتاب اس کے داہنے ہاتھ میں دی گئی۔''

مذکورہ بالا ان دونوں آیتوں میں یمین کے ساتھ حرف (باء) آیا ہے، اور دونوں ہی جگہ اس کا مطلب داہنا ہاتھ ہے۔ جبکہ مذکورہ ذیل دونوں آیتوں میں یمین کے ساتھ حرف (عن) آیا ہے، اور دونوں ہی جگہ داہنی جانب کے معنی میں ہے۔

فَمَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا قِبَلَكَ مُهْطِعِينَ۔ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ عِزِينَ۔ (المعارج:۳۶،۳۷)

''تو ان کافروں کو کیا ہوگیا ہے کہ داہنے بائیں سے تم پر ٹوٹے پڑ رہے ہیں، گروہ در گروہ۔''

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتَانِ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ۔ (سبا:۱۵)

''اہل سبا کے لیے بھی، ان کے مسکن میں، بہت بڑی نشانی موجود تھی۔ داہنے اور بائیں دونوں جانب باغوں کی دو قطاریں۔''

اسی طرح مذکورہ ذیل آیت میں یمین کی جمع لفظ اَیمان آیا ہے، یہ بھی داہنی جانب کے معنی میں ہے۔

---

* رکن مجمع فقہاء الشریعہ بامریکا۔ ای میل: mohiuddin.ghazi@gmail.com

ثُمَّ لآتِيَنَّهُم مِّن بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَن شَمَآئِلِهِمْ۔ (الاعراف:١٧)

ہم مترجمین کے یہاں دیکھتے ہیں، کہ وہ قرآن مجید کے ان تمام مقامات پر جہاں یمین یا أیمان کے ساتھ باء یا عن آیا ہے وہاں مذکورہ بالا اصول کے مطابق ہی ترجمہ کیا ہے، البتہ دو مقامات ایسے ہیں جہاں یمین کی جمع أیمان کے ساتھ حرف (باء) آیا ہے، اور اس لحاظ سے ترجمہ داہنے ہاتھ کا ہونا چاہیے تھا، لیکن عام طور سے ترجمہ کرنے والوں نے داہنے جانب کا ترجمہ کیا، چند ترجمے یہاں ذکر کیے جاتے ہیں:

(١) يَسْعَى نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم۔ (الحدید:١٢)

ان کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا۔ (سید مودودی)

دوڑتی چلتی ہے ان کی روشنی ان کے آگے اور ان کے داہنے۔ (شاہ عبدالقادر)

ان کا نور ان کے آگے اور ان کی داہنی طرف دوڑتا ہوا۔ (اشرف علی تھانوی)

their light shining forth before them and on their right hands,.(Pickthal)

their light running forward before them and by their right hands.)Hilali & Khan)

مولانا امانت اللہ اصلاحی آیت کے مذکورہ ٹکڑے کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

''ان کا نور ان کے آگے آگے رواں دواں اور ان کے دائیں ہاتھ میں ہوگا''۔

نحوی ترکیب کے پہلو سے نوٹ کرنے کی بات یہ ہے کہ فعل ''یسعی'' کا تعلق صرف ''من بین أیدیھم'' سے ہے، ''بأیمانھم'' سے نہیں ہے۔ ''بأیمانھم'' یہاں بجائے خبر ہے جس کا مبتدا پہلے مذکور نور کی ضمیر ہے۔

مذکورہ ذیل انگریزی ترجمہ بھی اوپر بیان کردہ اصول کے مطابق ہے:

their light running forward before them and in their right hands.
(Mubarakpuri)

(٢) نُورُهُمْ يَسْعَى بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ۔ (التحریم:٨)

ان کی روشنی دوڑتی ہے ان کے آگے اور ان کے داہنے۔ (شاہ عبدالقادر)

ان کا نور ان کے داہنے اور ان کے سامنے دوڑتا ہوگا۔ (اشرف علی تھانوی)

ان کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں جانب دوڑ رہا ہوگا۔ (سید مودودی)

ان کی روشنی ان کے آگے آگے اور ان کے دہنے چل رہی ہوگی۔ (امین احسن اصلاحی)

مولانا امانت اللہ اصلاحی آیت کے مذکورہ ٹکڑے کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:

''ان کی روشنی ان کے آگے آگے رواں دواں ہوگی اور ان کے دائیں ہاتھ میں بھی ہوگی''۔

مذکورہ ذیل انگریزی ترجمہ بھی بیان کردہ اصول کے مطابق ہے:

Their light will run forward before them and in their right hands.
(Mubarakpuri)

مشہور مفسر اور ماہر لغت علامہ ابوحیان کی مذکورہ ذیل عبارت کے مطابق جمہور کی رائے یہی ہے کہ ان کے داہنے ہاتھ میں نور ہوگا جس سے سامنے بھی روشنی ہو رہی ہوگے، البتہ وہ ایک رائے ذکر کرتے ہیں جس کی رو سے یہاں باء عن

کے معنی میں ہے، اور مفہوم داہنی جانب کا ہے۔

والظاهر أن النور يتقدم لهم بين أيديهم ، ويكون أيضا بأيمانهم، فيظهر أنهما نوران: نورٌ ساعٍ بين أيديهم، ونورٌ بأيمانهم فذلك يضيءُ الجهة التي يؤُمُّونها، وهذا يضيءُ ما حواليهم من الجهات۔ وقال الجمهورُ: النور أصله بأيمانهم، والذى بين أيديهم هو الضوءُ المنبسط من ذلك النور۔ وقيل: الباءُ بمعنى عن، أى عن أيمانهم، والمعنى: فى جميع جهاتهم۔ وعبّر عن ذلك بالأيمان تشريفاً لها۔ (البحر المحيط فى التفسير:۱۰/۱۰۵)

تاہم قرآن مجید کے تمام استعمالات کی روشنی میں اور خود دونوں آیتوں کے سیاق کلام کی روشنی میں بھی اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی ہے، کہ باء کو عن کے معنی میں لیا جائے، بلکہ زیادہ مناسب یہی ہے کہ باء کو باء کے معنی میں ہی مان کر ترجمہ کیا جائے۔

(۸۳) انظرونا کا مطلب

نظر کا فعل مختلف صیغوں کے ساتھ قرآن مجید میں متعدد جگہوں پر آیا ہے، کہیں پر یہ حرف الی کے صلہ کے ساتھ آیا ہے، تو کہیں براہ راست مفعول بہ کے ساتھ، نظر کے دو معنی ہوتے ہیں، دیکھنا اور انتظار کرنا،

عام طور سے اہل لغت یہ ذکر کرتے ہیں کہ انتظار کرنے کے معنی میں نظر اس وقت ہوتا ہے جب وہ براہ راست مفعول بہ کے ساتھ ہو، البتہ دیکھنے کے معنی میں وہ ہر دو صورت میں ہوتا ہے، خواہ حرف الی کے ساتھ ہو، یا براہ راست مفعول بہ کے ساتھ ہو۔

نظره كنصره وسمعه ، واليه نظراً ومنظراً ونظراناً ومنظرةً وتنظاراً: تأمله بعينه، ونظره وانتظره وتنظّره: تأنى عليه۔ (القاموس المحيط، ص: ۴۸۴)

گویا نظرہ کے دو معنی ہوں گے اس کو دیکھا، یا اس کا انتظار کیا، اور نظر الیہ کے معنی ہوں گے اس کو دیکھا۔

تاہم ابوحیان کی تحقیق یہ ہے کہ دیکھنے کے لیے جو نظر آتا ہے اس کے ساتھ الی ضرور آتا ہے، اور الی کے بغیر نظر دیکھنے کے معنی میں صرف شعر میں (گویا شعری ضرورت کے تحت) آتا ہے۔

ولا يتعدى النظر هذا فى لسان العرب الا بالى لا بنفسه، وانما وجد متعدياً بنفسه فى الشعر۔ (البحر المحيط فى التفسير:۱۰/۱۰۶)

علامہ طاہر بن عاشور بھی اس رائے کی تائید کرتے ہیں:

الا أن نظر بمعنى الانتظار يتعدى الى المفعول، ونظر بمعنى أبصر يتعدى بحرف (الى) ۔ (التحرير والتنوير: ۲۷/۳۸۲)

سب سے اہم بات یہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں نظر حرف الی کے ساتھ آیا ہے، وہ دیکھنے کے مفہوم میں ہے، اور جہاں براہ راست مفعول بہ کے ساتھ آیا ہے، وہاں انتظار کرنے یا نظر عنایت فرمانے کے معنی میں ہے۔ ذیل کی مثالوں سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے:

أَفَلَا يَنظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ۔ (الغاشیۃ:۱۷)

کیا وہ اونٹوں پر نگاہ نہیں کرتے، وہ کیسے بنائے گئے؟

وَتَرَاهُمْ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لاَ يُبْصِرُونَ۔ (الاعراف:۱۹۸)

اور تم ان کو دیکھتے ہو کہ وہ تمھاری طرف تاک رہے ہیں، لیکن انھیں سوجھتا کچھ بھی نہیں ہے۔

فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً۔ (محمد:۱۸)

یہ لوگ تو بس اسی بات کے منتظر ہیں کہ قیامت ان پر اچانک آدھمکے۔

فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ۔ (فاطر:۴۳)

پس کیا یہ انتظار کر رہے ہیں اسی سنت الٰہی کا جو اگلوں کے باب میں ظاہر ہوئی۔

اول الذکر دونوں آیتوں میں الی آیا ہے، اور مطلب دیکھنا ہے، اور موخر الذکر دونوں آیتوں میں براہ راست مفعول بہ کے ساتھ آیا ہے اور انتظار کرنے کے معنی میں ہے۔

تاہم ذیل میں مذکور ایک مقام پر جہاں نظر براہ راست مفعول کے ساتھ آیا ہے، بہت سارے مترجمین نے دیکھنا ترجمہ کیا ہے، حالانکہ قرآنی استعمالات کی روشنی میں بھی اور خود اس آیت کے عمومی مفہوم کے لحاظ سے بھی ٹھہرنا اور انتظار کرنا زیادہ مناسب ترجمہ ہے، دونوں طرح کے ترجمے ذیل میں ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں:

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُمْ۔ (الحدید:۱۳)

اس روز منافق مردوں اور عورتوں کا حال یہ ہوگا کہ وہ مومنوں سے کہیں گے ذرا ہماری طرف دیکھو تاکہ ہم تمہارے نور سے کچھ فائدہ اٹھائیں۔ (سید مودودی)

wait for us that we may borrow some of your light.(Daryabadi)
Look on us that we may borrow from your light! (Pickthal)

ہمیں ایک نگاہ دیکھو کہ ہم تمہارے نور سے کچھ حصہ لیں، (احمد رضا خان)

ہمارا انتظار تو کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کرلیں۔ (محمد جونا گڑھی)

ہماری راہ دیکھو ہم بھی سلگا لیں تمہاری روشنی سے (شاہ عبدالقادر)

انتظار کرو ہمارا ہم بھی روشنی لیں نور تمہارے سے (شاہ رفیع الدین)

نظر کنید بما تا بگیریم روشنی از نور شما (شیرازی)

علامہ زمخشری نے انظرونا کے دونوں معنے مراد لیے، اس پر علامہ ابوحیان نے حسب ذیل تنقید کی، اور وہ تنقید مناسب ہے۔

قال الزمخشری: انظرونا: انتظرونا، لأنهم يسرع بهم الى الجنة كالبروق الخاطفة على ركاب تذف بهم وهؤلاء مشاةٌ، أوانظروا الينا، لأنهم اذا نظروا اليهم استقبلوهم بوجوههم والنور بين أيديهم فيستضيئون به۔ انتهى۔ فجعل انظرونا بمعنى انظروا الينا، ولا يتعدى النظر هذا فى لسان العرب الا بالى لا بنفسه، وانما وجد متعدياً بنفسه فى الشعر۔ (البحر المحيط فى التفسير: ۱۰/۱۰۶)

(۸۴) اسم موصول کا دقیق ترجمہ

ذیل کی دونوں آیتیں ملاحظہ فرمائیں:

وَقِیلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ۔ (السجدہ:۲۰)

وَنَقُولُ لِلَّذِینَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِیْ كُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ۔ (سبا:۴۲)

ان میں الذی اور التی کا فرق ہے۔ عذاب مذکر ہے، اور اس کے لحاظ سے الذی آیا ہے، جبکہ النار مونث ہے اور اس کے لحاظ سے التی آیا ہے، دراصل جہاں الذی ہے وہاں زور اس پر ہے کہ یہ لوگ عذاب کو جھٹلاتے تھے، یعنی دوزخ کے عذاب کو، اور جہاں التی ہے وہاں زور اس پر ہے کہ یہ لوگ دوزخ کو جھٹلاتے تھے، جس دوزخ کے عذاب سے ان کو دوچار کیا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ وہ جھٹلاتے تو دونوں کو تھے، لیکن ایک جگہ ان کی ایک تکذیب کو نمایاں کیا گیا تو دوسری جگہ دوسری تکذیب کو نمایاں کیا گیا۔

ترجمے میں اس کا لحاظ کرنا زیادہ مناسب تھا، لیکن بعض مترجمین نے دونوں جگہ بالکل یکساں ترجمہ کیا، جو مفہوم کی ادائیگی کے لحاظ سے غلط نہیں ہے، لیکن دونوں اسلوبوں کا فرق ان سے ظاہر نہیں ہوتا ہے، جبکہ بعض ترجموں سے اس فرق کے خلاف مفہوم پیدا ہوتا ہے۔

وَقِیلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ۔ (السجدہ:۲۰)

اور ان سے کہا جائے گا کہ اب اس دوزخ کے عذاب کا مزا چکھو جس کی تم تکذیب کرتے رہے تھے۔ (امین احسن اصلاحی، اس ترجمے میں تکذیب کی نسبت دوزخ کی طرف ہے، جبکہ آیت میں عذاب کی طرف ہے)

اور ان کو کہا جاوے گا کہ دوزخ کا وہ عذاب چکھو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اشرف علی تھانوی، اس ترجمہ میں اسلوب کی بخوبی رعایت ہے)

اور ان سے کہا جائے گا کہ چکھو اب اسی آگ کے عذاب کا مزا جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ (سید مودودی، اس ترجمہ میں آگ پر زور ہے، حالانکہ اسلوب عذاب پر زور کا متقاضی ہے)

وَنَقُولُ لِلَّذِینَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِیْ كُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ۔ (سبا:۴۲)

اور ہم ان ظالموں سے کہیں گے کہ اب اس دوزخ کے عذاب کا مزا چکھو جس کو تم جھٹلاتے رہے ہو۔ (امین احسن اصلاحی، آپ نے دونوں جگہ ترجمہ بالکل یکساں کیا ہے، اس سے اسلوب کا فرق ظاہر نہیں ہو پاتا)

اور کہیں گے ہم ان گناہ گاروں کو چکھو تکلیف اس آگ کی جس کو تم جھوٹ بتاتے تھے۔ (شاہ عبدالقادر، اس ترجمے میں اسلوب کی اچھی رعایت نظر آتی ہے)

اور ہم ظالموں سے کہیں گے کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھٹلایا کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو۔ (اشرف علی تھانوی، اس ترجمے میں اسلوب کی رعایت کی گئی ہے)

اور ظالموں سے ہم کہہ دیں گے کہ اب چکھو اس عذاب جہنم کا مزہ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ (سید مودودی، آیت میں جہنم کو جھٹلانے پر زور ہے، اور ترجمہ میں عذاب کو جھٹلانے پر زور ظاہر ہو رہا ہے، جو درست نہیں ہے)۔ (جاری)